پہلی بار ستارے ٹوٹے تھے

صائمہ قریشی

اب خوف نہیں کوئی مجھے راہ گزر سے
میں دور نکل آیا ہوں پتھر کے نگر سے
اک موڑ پہ ہم اجنبی بن کے بھی ملیں گے
یہ بات تو معلوم تھی آغازِ سفر سے

"میں تھک گئی ہوں' اکتا گئی ہوں...... مجھے فیصلہ چاہیے جب ایک تعلق' ایک رشتہ بوجھ لگنے لگے تو کیا کرنا چاہیے عبدالرحمان؟ بس اب اور برداشت کی ہمت نہیں مجھ میں۔" اسٹڈی روم کے کونے میں ٹیبل لیمپ کی روشنی میں بیٹھے آفس کی فائلز پر سر جھکائے اس شخص کی سماعت میں تھکی تھکی' پژمردہ آواز ٹکرائی تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا اندھیرے میں ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی تو ہر طرف پھیلی دودھیا روشنی سے اس کی اپنی آنکھیں بھی چندھیانے لگی تھیں' آنکھیں ملتا وہ اٹھ کر اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"تم ابھی تک سوئی نہیں...... طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟" وہ رسٹ واچ پر ٹائم دیکھتا متفکر لہجے میں مریم سے پوچھ رہا تھا۔

"رات کا ایک بج رہا ہے تم تو عموماً جلدی سو جاتی ہو ناں' کیا ہوا؟" وہ جذباتی نظروں سے اس کو دیکھے جا رہی تھی تو وہ دوبارہ گویا ہوا اور بغور اس کی طرف دیکھا۔

آنکھوں میں نمی' تھکن زدہ' پژمردہ چہرہ' ملگجا حلیہ' الجھی بکھری رات کے اس پہر وہاں کھڑی اس کو مضطرب و بے چین کر رہی تھی۔

"مجھے ہمارے درمیان بیزاریت' اکتاہٹ اور اس رشتے کو نبھانے کے لیے جبر نہیں چاہیے۔" وہ وہیں کھڑی دیوار کو تھامے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتی بھیگے لہجے میں بولی تو وہ ششدر سا کھڑا اس کو دیکھتا رہ گیا اس کے لب و لہجے' الفاظ اور مضمحل و مضطرب انداز سے اس کو اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہونے لگا۔

"تم نے یقیناً کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہوگا' چلو آؤ بیٹھو اور بتاؤ کیا ہوا؟" وہ اس کا بازو پکڑ کر اس کو اندر لایا تو وہ اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹتی اسٹڈی روم کے صوفے پر تکلف سے بیٹھ گئی وہ اپنی ٹیبل کی طرف بڑھا اور گلاس میں پانی لے کر اس کے پاس آیا۔ دوسرے لمحے گلاس اس کے ہونٹوں سے لگانا چاہا جس کو اس نے پیچھے دھکیل دیا۔

"بتاؤ کیا ہوا؟" وہ اس کے قریب بیٹھ کر محبت سے اس کے بکھرے بالوں کو سمیٹنے لگا تو ایک بار پھر اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"میں نے بہت کوشش کی عبدالرحمان کہ حالات کو اپنے بس میں کرلوں آپ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکوں آپ کی ہر وہ بات ہر وہ عادت جو مجھے بہت دکھی کرتی ہے فراموش کرسکوں۔ خدا گواہ ہے عبدالرحمان! میں نے کوشش کی بہت کوشش کی لیکن اب مجھ میں ہمت نہیں۔" وہ بکھر رہی تھی اور اس کے جارحانہ انداز پر عبدالرحمان ششدر سا اس کو تکے جارہا تھا۔

"مریم..... یہ کیا کہہ رہی ہو؟ میں نے تو ایسا....."

"آپ نے ٹھیک کہا تھا بہت ساری چھوٹی ناقابل برداشت باتیں کسی بہت بڑی بات کا سبب بنتی ہیں۔ میں نے آپ کی بات سے اختلاف کیا تھا۔" وہ اس کی بات کاٹ کر تلخ لہجے میں بولی۔ عبدالرحمان اسے دیکھنے لگا اس کی محبت کرنے والی بیوی آج اس سے کس قدر متنفر نظر آرہی تھی۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر گویا ہوا۔

"مریم ایسا نہیں ہے کیا ہوا..... کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟" وہ نرم لہجے میں اس سے پوچھ رہے تھے۔

"میں غلط تھی بہت غلط..... مجھے اب اندازہ ہورہا ہے عبدالرحمان کہ کوئی بھی بات کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو جب اس سے تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی چبھن دل میں محسوس ہونے لگتی ہے ناں تو پھر وہ بات درگزر نہیں ہوتی۔ بہت کوشش کے باوجود بھی نہیں۔" اس کے لہجے میں آنسوؤں بے بسی سراسیمگی و بے چینی کی واضح آمیزش سے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی تو اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"زمان میں بہت تھک گئی ہوں۔" مریم نے اپنا ہاتھ چھڑا کر صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ اس کے چہرے پر کرب واضح تھا عبدالرحمان اس کے اس ہذیانی انداز پر بوکھلاہٹ کا شکار ہورہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ یہ سب کیوں کہہ رہی ہے۔

"میں نے ہر قدم پر آپ کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب میں اس وعدے کو پورا کرنے میں ناکام ہورہی ہوں زمان! آپ کا ساتھ دینے کی بہت کوشش کی لیکن جب تک یہ کوشش یہ وعدہ دوطرفہ نہ ہو کوئی بھی رشتہ نبھانا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسا میں جان گئی ہوں میں نے خود سے بھی وعدہ کیا تھا کہ آپ کے ساتھ اپنی زندگی کو ہمیشہ کامیاب بناؤں گی لیکن میں ناکام ہورہی ہوں۔" وہ بند آنکھوں کے ساتھ متوحش و مضطرب بولے جارہی تھی اور اس کے پاس بیٹھے عبدالرحمان ٹکٹکی باندھے ہونقوں کی طرح اس کو دیکھے جارہے تھے کوئی سرا اس کے ہاتھ نہ آرہا تھا کہ ایسا کیا ہوا جس کی وجہ سے مریم اس طرح ری ایکٹ کررہی ہے۔

"مریم....." انہوں نے اس کے یخ بستہ ہاتھوں کو ایک بار پھر تھامنے کی کوشش کی۔

"میں مانتا ہوں کہ پچھلے کچھ عرصے سے میں تھوڑا بزی ہوگیا ہوں اور تمہیں ٹھیک طرح سے ٹائم نہیں دے پارہا لیکن اس کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ تم یا ہمارا گھر میرے لیے اپنی اہمیت کھو بیٹھے ہیں۔ تم میرے لیے آج بھی پہلے دن کی طرح ضروری ہو۔" عبدالرحمان اس کے ہاتھ کو سہلاتے فکرمندانہ صلح جو لہجے میں بولے۔

"تھوڑا بزی.....؟" مریم نے متحیر نظروں سے اس کو دیکھا۔ "ایک دن بھی ایسا بتائیں جب آپ نے میری پروا کی ہو؟" وہ ان کے مضبوط ہاتھوں میں جکڑے اپنے ہاتھ کو کھینچتے ہوئے طنز سے بولی۔

"تین تین چار چار دن میں ایک ہی کپڑے پہنے رکھوں تو آپ نے کبھی توجہ نہیں دی۔ ہمارے درمیان برائے نام گفتگو کیوں ہورہی ہے زمان! ہمارے پاس کوئی بات بھی کیوں نہیں ہے کرنے کو؟ ایسا کیوں ہورہا ہے؟ میں نے تو آپ سے پہلے دن ہی کہا تھا میرے نزدیک پیسے کی کوئی اہمیت نہیں پھر آپ کس کے لیے یہ بزنس سیٹ کررہے ہیں؟ جب بھی میں نے آپ سے کہا کہ کام پر نہ جاؤ آپ نہ جانے کا وعدہ کرتے ہیں اور پھر

اچانک ہی آپ کو ضروری کام یاد آ جاتا ہے اور پھر آپ سب چھوڑ کر مجھے چھوڑ کر وہ ضروری کام نبھاتے ہیں۔ کیا آپ کو پتا ہے کہ میں سارا دن کیا کرتی رہتی ہوں؟" نان اسٹاپ بولتی وہ لحہ بھر کو رکی اور اچنبھے انداز میں ان کو دیکھتی پوچھنے لگی۔

"نن...... نہیں......" عبدالرحمان پہلو بدل کر رہ گئے۔ "شاید گھر کا کام اور باقی سب کا خیال؟ امی تمہاری بہت تعریف کرتی ہیں کہ تم ہر رشتے کو بخوبی نبھا رہی ہو۔" فوراً اس سے کوئی جواب نہیں بن پایا تو وہ دوسرے رشتوں پر بات رکھتے ہوئے بولے۔

"میں بہت ساری راتوں سے ایسے ہی جاگ رہی ہوں لیکن آپ......" وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ بولتی اس کی دھڑکنوں کو اتھل پتھل کر گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کی بزی روٹین اس کی زندگی پر اس درجہ حاوی ہو چکی ہے کہ وہ جو اس کی متاع حیات سے بڑھ کر تھی اس طرح سوچ رہی ہے اور اتنی بدگمان ہو چکی ہے کہ حتمی نتائج کی ڈیمانڈ کے لیے آ گئی ہے۔

"آپ کے لیے میرے ساتھ زیادہ ضروری آپ کی بزنس میٹنگز اور فیس بک کی دوستیاں ہیں اور میں ان سب سے تھکنے لگی ہوں۔ اس بورنگ، بے ڈھب اور روکھی زندگی سے اکتانے لگی ہوں۔ مجھے اپنے آپ سے ڈر لگنے لگا ہے زمان! کیونکہ اب مجھ سے آپ کا انتظار نہیں ہوتا۔ آپ نہیں ہوتے تو میں مطمئن رہتی ہوں، میں ایزی فیل نہیں کرتی زمان جب آپ میرے پاس، میرے ساتھ ہوتے ہیں۔" عبدالرحمان نے چونک کر اس کو دیکھا وہ ایک نادیدہ نقطے پر نظریں جمائے بھیگے، بے چین لہجے میں عبدالرحمان کے آندھیوں میں گھرے وجود کی توڑ پھوڑ سے بے خبر اپنی ہی لے میں بولتی رہی تھی اور اس کی آخری بات پر عبدالرحمان لرز اٹھا تھا۔

"زمان! عورت کا کام مرد کی زندگی میں پیار لانا ہوتا ہے لیکن اسے اس پیار پر بھروسہ مرد کو دینا پڑتا ہے۔ عورت کے پیار اور مرد کے بھروسے کی پٹری پر چل کر ہی یہ گاڑی آگے بڑھتی ہے جہاں پر، جس موڑ پر بھی اس محبت اور بھروسے کا ساتھ چھوٹا وہاں پر یا تو گاڑی تیز سے تیز تر راستوں پر مڑ جاتی ہے یا پھر گاڑی تو کسی نہ کسی طرح چلتی رہتی ہے لیکن عورت کے پیار اور مرد کے بھروسے کا درمیانی فاصلہ اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ پھر کسی صورت طے نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتی زمان! مجھے ٹوٹے گھروں، بکھرے رشتوں سے ڈر لگتا ہے لیکن اب مجھے گھٹن ہوتی ہے زمان!" اپنی بات ختم کر کے وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی تو عبدالرحمان کے اوسان خطا ہو گئے۔ الجھن کا شکار تو پہلے ہی تھے اب مزید پریشانی نے گھیر لیا۔

"م...... مریم...... یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ تم نے کبھی کچھ کہا ہی نہیں اگر میرا اتنا مصروف رہنا ہمارے درمیان فاصلوں کا باعث بن رہا تھا تو تم نے کیوں بڑھنے دیا ان فاصلوں کو؟ میرے تو وہم و گمان میں بھی یہ سب نہ تھا، تم نے مجھے کیوں نہ روک لیا؟ یہ جو کچھ آج کہہ رہی ہو تب کیوں نہ کہا جب سب کچھ بس میں تھا۔" عبدالرحمان اٹھ کھڑے ہوئے اور عالم طیش میں گویا ہوئے۔ مریم کے الزامات پر اب ان کے صبر کا پیمانہ چھلکنے لگا تھا، ماتھے کی سلوٹیں، سرخ آنکھیں اور بھینچی مٹھیاں صاف ظاہر کر رہی تھیں کہ اس لمحے عبدالرحمان ضبط کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ وہ اسٹڈی روم کے درمیان رکھے ٹیبل کے پاس آئے اور دونوں ہاتھ جینز کی پاکٹس میں ڈالے پُرسوچ انداز میں کھڑا ہوئے۔ مریم وہیں صوفے پر سر ٹکائے آنسو بہا رہی تھی کہ یک دم ہر طرف تالیوں کی گونج ہوئی اور تیز روشنیوں نے ہر ایک منظر کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

دوسرے پل مریم مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور عبدالرحمان کے بھی تنے اعصاب نارمل ہو چکے تھے۔ ڈھیروں تالیوں کی لے پر وہ دونوں چلتے اسٹیج کے درمیان آ کھڑے ہوئے۔ وینیو کے بڑے بڑے پردے آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"آپ سب کے شوق، انہماک اور محبت سے اندازہ

ہو رہا ہے کہ آپ نے "پہلی بار ستارے ٹوٹے تھے" کا فرسٹ ہاف انجوائے کیا ہے کلائمکس جاننے کے لیے ملتے ہیں پندرہ منٹس کے بعد۔" پردے ملتے ہی اس اعلان نے تھیٹر ہال میں کھلبلی سی مچادی اور وہ لوگ جو نہایت محویت سے اپنے من پسند اللہ دتہ اور بانو میراب" کا ڈرامہ دیکھ رہے تھے اس بریک پر بد مزہ ہو کر پہلو بدل کر رہ گئے۔

اللہ دتہ اور بانو میراب اسٹیج ایکٹرز تھے۔ ہمیشہ اکٹھے کام کیا تھا جس وجہ سے دونوں کا نام تھیٹر کی دنیا میں سنہری حروف میں لکھا جانے لگا۔ بعد میں ان کی پرفارمنس دیکھنے کے لیے۔ اداکاری میں بھی حقیقت کے رنگ بھر دینا ہی لوگوں کو ان کا دیوانہ بنا رہا تھا اپنے ٹیلنٹ اور شوق و جنون سے وہ اپنے کام کو محنت و محبت سے کامیاب بنا رہے تھے۔

......☆☆☆......

"میں کیسے کچھ کہتی زمان..... آپ کے پاس ٹائم ہی کب ہوتا ہے کوئی بات سننے کا؟" پردہ ہٹتے ہی ہال کی لائٹس آف ہو گئیں تھیں اور ہر فرد سانسیں روکے اپنی اپنی نشست پر براجمان نظریں اسٹیج پر جمائے اللہ دتہ اور بانو میراب کی اداکاری دیکھنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

مریم اپنے دوپٹے سے آنکھیں رگڑتی منوں بھاری قدم گھسیٹتی عبدالزمان کی طرف بڑھتی بولی۔

"میں مانتا ہوں مریم کہ میری غلطی ہے مجھے دھیان دینا چاہیے تھا لیکن اتنے سارے الزامات دینے سے پہلے وہ محبت جو ہمارے درمیان تھی اس میں دراڑیں پڑنے سے پہلے مجھے سدھرنے کا ایک موقع تو دیتی۔ اپنے خیالات و جذبات بدل جانے سے پہلے میری اصلاح تو کرتی۔" عبدالزمان دو قدم اور آگے بڑھے اور انتہائی دکھیاسیت آمیز لہجے میں گویا ہوئے۔

"تم ہر چیز پر دھیان دے رہی تھیں ہر ایک رشتے کو اچھی طرح ہینڈل کر رہی تھیں تو مجھے بھی اندازہ نہ ہوسکا کہ تم..... میرے اور تمہارے درمیان فاصلے جنم لے رہے ہیں۔" عبدالزمان اس کے مقابل کھڑے گمبھیر لہجے میں بولے۔

"یہ میری محبت ہی تو ہے جو میں ہر چیز پر دھیان دے رہی تھی۔ دیکھیں زمان ہم ایک ایسے رشتے میں بندھے ہیں جہاں لفظوں کی نہیں عمل کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے ہمارے رشتے میں ہمیں بار بار یہ نہیں جتانا پڑتا کہ ہمیں ایک دوسرے سے کتنی محبت ہے بلکہ ہمیں اپنے رویے سے اپنے طور طریقے یہ بات واضح کرنی ہوتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے کتنے ضروری ہیں۔ رشتوں کو نبھانے کے لیے ان کو اپنے خلوص اور نرم لہجوں سے سینچنا پڑتا ہے زمان صرف توقعات وابستہ کر لینے سے رشتے پروان نہیں چڑھتے۔ میں سب آپ کے لیے کر رہی تھی لیکن جب آپ کو پروا نہیں آپ کو خبر ہی نہیں کہ میں کیا کر رہی ہوں تو مجھے ان رشتوں کی ضرورت نہیں۔" مریم بھیگی پلکوں کے ساتھ ان کی طرف دیکھتی بمشکل بول رہی تھی۔

"دیکھو مریم! گھپ اندھیرے میں چند پل گزارنے کے بعد ہر چیز واضح ہونا شروع ہو جاتی ہے کیونکہ اندھیرے میں ہماری آنکھیں صرف اور صرف روشنی کی متمنی ہوتی ہیں اور وہ اس روشنی کو تلاش کر لیتی ہیں۔ تم کیا سمجھتی ہو مریم کہ اندھیرے میں کھڑے رہنے سے روشنی خود بخود تمہارا مقدر بن جائے گی؟" عبدالزمان کی باتوں پر مریم نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"نہیں تم غلط سوچ رہی ہو اندھیرے سے مانوس ہونے کے لیے تمہیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی پڑیں گی جب وہ چھوٹی چھوٹی دکھائی نہ دینے والی کرنیں تمہاری آنکھوں کی چلمنوں سے رستہ بناتی تمہارے اندر سرایت کریں گی ناں تب وہ اندھیرا تمہارے لیے روشنی بنے گا۔ تم نے اندھیرے میں آنکھیں بھی بند کر رکھی ہیں اور چاہتی ہو کہ ہر ایک چیز واضح نظر بھی آجائے تو ایسا ممکن نہیں ہے۔" عبدالزمان دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھوں کو تھامتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔

"کیا آپ سے توقعات کرنا میرا جرم ہے؟" مریم

بھرائی آواز میں بھیگی پلکوں سے اس کی طرف دیکھتی ہوئی گویا ہوئی۔

"نہیں میں قطعی یہ نہیں کہہ رہا تم حق بجانب ہو یقیناً میں نے ہی کوتاہی برتی تو تم کو شکایتیں ہوئیں۔ لیکن خدا گواہ ہے مریم! میرے دل میں کوئی کھوٹ نہیں' میں تو بہت خوش اور مطمئن تھا اور اطمینان سے اپنے کام کررہا تھا کہ تم ہو میرے ساتھ' میرے رشتوں کو سنبھالے ہوئے میری زندگی کو سنوار رہی ہو اور.....“

"ہاں میں کررہی تھی سب لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ مکمل طور پر غافل ہوجائیں' اتنے مصروف ہوجائیں کہ میں اکیلی رہ جاؤں۔ جب تک کسی رشتے کو وقت نہ دیا جائے وہ پروان نہیں چڑھ سکتا زمان!" مریم ان کی بات کاٹ کر تیز لہجے میں بولی۔

"دیکھو مریم! میں مانتا ہوں کہ میں غلطی پر تھا بعض دفعہ کیا ہوتا ہے کہ ہم اپنی طرف سے اچھا کرتے ہیں لیکن وہ اچھا ہے یا برا یہ تو سامنے والا ہی بتا سکتا ہے ناں؟ مجھے لگ رہا تھا کہ سب ٹھیک ہے۔ تم نے اتنی دیر کردی مجھے یہ باور کرانے میں کہ میں ہمارے رشتے کو صحیح طرح نہیں نبھا رہا۔" عبدالزمان دھیمے و صلح جو لہجے میں بولے۔

"میں اس انتظار میں تھی کہ آپ کو خود احساس ہوگا۔" مریم آنسو پونچھتی ہوئی بولی۔

"بعض دفعہ احساس دلانا پڑتا ہے مریم! اور تمہارے کسی عمل سے مجھے کبھی نہیں لگا کہ تم ناراض ہو۔ تو ایسے میں تمہارا انتظار لاحاصل تھا ناں۔ جس طرح محبت کا اظہار چاہے وہ عمل سے ہو یا لفظوں سے ضروری ہوتا ہے ناں' اسی طرح ناراضگی کا اظہار بھی ضروری ہوتا ہے۔ ہر رشتے میں نہ سہی لیکن جن رشتوں میں گلے شکوے نہیں ہوتے ناں وہاں دراڑیں زیادہ ہوتی ہیں اور انجام دوریوں اور نفرتوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔" عبدالزمان مریم کا ہاتھ تھامے مدہم دھیمے لہجے میں بول کر اس کو مطمئن کرگئے تھے' مریم نے ان کی طرف دیکھا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

"مریم! گلے شکوے محبتوں کی میراث ہوا کرتے ہیں ان کے بغیر رشتوں میں چارم ختم ہوجاتا ہے۔ یہ ہماری محبت ہی ہوتی ہے۔ جو ہمیں گلہ کرنے پر مجبور کردیتی ہے۔" عبدالرحمان کی خوب صورت جذبوں میں گندھی آواز گونج رہی تھی۔

"مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں اس کے سوا کہ آپ بہت مصروف ہیں اور ٹائم نہیں دیتے۔ آپ نہیں جانتے میں کس اذیت سے دوچار تھی اور میرا ذہن کس کس نہج پر بھٹکنے لگا تھا۔" مریم ان کے کندھے پر سر ٹکا کر بولی تو عبدالرحمان کے چہرے پر دلکش مسکان پھیل گئی۔

"اب تو کوئی شکایت نہیں ناں؟ تمہاری شکایت سنی اور اب وعدہ کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔"

"ہاں...... لیکن گلے شکوے بھی ہر کوئی برداشت نہیں کرتا اور کبھی کبھی تو ان گلے شکوؤں سے مزید دوریاں ان رشتوں کا مقدر بن جاتی ہیں جن پر ہم حق جتا کر زبان کھولتے ہیں اس لیے میں بھی اتنا عرصہ خاموش رہی۔" مریم نے ایک اور پہلو نکالا اور ساتھ اپنے خدشات بھی ظاہر کیے۔

"ہاں یہ بھی سچ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسا تبھی ہوتا ہے جب رشتوں کی بنیادیں کھوکھلی ہوں' استحقاق جھوٹے ہوں' ان کے درمیان محبت نہیں صرف دکھاوا ہو تو وہاں گلے شکوے کوئی اور ہی شکل اختیار کرلیتے ہیں لیکن ہمارے درمیان ایسا نہیں' ان گلے شکوؤں نے ہماری محبت کو اور مضبوط کردیا ہے...... ہے ناں؟" عبدالرحمان اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"ہاں......" مریم نے شرمگین مسکان کے ساتھ ان کے شانے پر سر ٹکا دیا۔

"لیکن یاد رکھنا میں بھی انسان ہوں' غلطی ہو ہی جاتی ہے آئندہ کبھی انجانے میں کوئی غلطی ہوئی' تمہاری طرف سے غفلت برتی تو اتنی دیر نہ لگا دینا شکایت کرنے میں۔" عبدالرحمان اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولے۔

"ویسے میں اب کوشش کروں گا کہ اپنے کام کے ساتھ ساتھ تمہاری طرف بھی توجہ دوں لیکن پھر بھی اگر کبھی ایسا ہو تو بہت دیر نہ کرنا۔" مریم نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تو اپنے وعدے پر مہر ثبت کردی۔

ناراضگی' خفگی' یاسیت اور مایوسی کے بادل چھٹ چکے تھے۔ تھکن زدہ' پژمردہ' مضطرب چہروں پر خوشی کے دیپ روشن تھے جن رشتوں میں اعتبار اور محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ شکایتیں سننے کا حوصلہ اور کدورتیں جتانے کی طاقت ہو' وہاں ستارے ٹوٹ کے بکھرتے ہیں نہ ہی ان کی کرچیوں سے روحیں لہولہان ہوتی ہیں بلکہ ان کی روشنی دور دور تک پھیل کر ان کے درمیان اعتبار و محبت کی جڑوں کو اور مضبوطی سے ایک دوسرے کے ساتھ گانٹھ دیتی ہے۔

"کیا آپ ایسا کرسکتے ہیں؟ کیا آپ اپنے پیارے رشتوں کو بدگمانی' نفرت اور انا کی بھینٹ سے روک سکتے ہیں؟ کیا آپ ٹوٹے ستاروں کے ذروں کو اپنی محبت سے روشن کرسکتے ہیں؟"

تھیٹر ہال ایک بار پھر سفید روشنیوں میں نہا گیا تھا' بے تحاشا تالیوں کی گونج اور داد نے اللہ دتہ اور بانو میراب کے چہروں پر خوشی اور کامیابی کے دیپ روشن کررکھے تھے۔ دونوں نے اپنے اپنے کردار کو بخوبی نبھایا تھا' ایکٹنگ اور فیس ایکسپریشن نے لوگوں کا دل جیت لیے تھے۔ ویلوٹ کے پردے دوبارہ حرکت میں آگئے تھے اور آہستہ آہستہ ایک دوسرے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اللہ دتہ اور بانو میراب کے ٹوٹے ستاروں کے ذروں کی روشنی دل میں بسائے تھیٹر ہال کی نشستوں پر براجمان لوگ اپنے اپنے گھروں کی جانب روانہ ہورہے تھے۔